رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۲۸	۲۱ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۳ھ	یوم یکشنبہ	مطابق ۲ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

۳۰ اگست ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے

۲۹ اگست چودہری محمد اسمٰعیل صاحب کاٹھ گڑھی نے دعوت ولیمہ دی ۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی شمولیت فرمائی ۔ مکان کے صحن میں ایک چھوٹا سا چبوترا تھا ۔ جس پر حضور کے بیٹھنے کے لئے فرش کیا گیا تھا ۔ لیکن حضور نے پسند نہ فرمایا ۔ کہ دوسروں کی نسبت کسی قدر اونچی جگہ پر نشست فرمائیں ۔ بلکہ ایک صف میں اپنے خدام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا ؂

شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری اور مولوی قمر الدین صاحب اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری نے طبی مشورہ کے ماتحت علی الترتیب ایک اور دو ماہ کی رخصت حاصل کی ہے ۔ ان کی جگہ صوفی غلام محمد صاحب بی ایس سی اور مولوی ظفر محمد صاحب بطور قائم مقام کام کریں گے ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار ۔ مباش ایمن از بازی روزگار

"یقیناً سمجھو ۔ کہ ہر شخص اپنے اندازہ کے موافق عمر کا ایک حصہ کھا چکا ہے ۔ بڑی عمر ہو گئی ہے ۔ تب بھی تھوڑے دن باقی ہیں ۔ اور تھوڑی ہے ۔ تب بھی تھوڑے ہی باقی ہیں ۔ کیونکہ گزرنے والے زمانہ کو ہمیشہ تھوڑا خیال کیا جاتا ہے ۔ پس یاد رکھو ۔ کہ انسان جو اس مسافر خانہ میں آتا ہے ۔ اس کی اصل غرض کیا ہے ۔ اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے ۔ کہ وہ اپنے رب کو پہچانے ۔ اور اس کی فرمانبرداری کرے ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے ۔ کہ وہ میری عبادت کریں ۔ مگر افسوس کی بات ہے ۔ کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں ۔ بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں ۔ اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدنظر رکھیں ۔ وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ۔ اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں ۔ کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے ۔ اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں ۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں ۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی ۔ کہ خدا بھی کوئی ہے ۔ ہاں اس وقت پتہ لگتا ہے ۔ جب قابض ارواح آ کر جان نکال لیتا ہے ۔ پس اس دھوکا سے خبردار رہو ۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کا وقت آ جائے اور تم خالی کے خالی ہو ۔ یہ شعر اچھا کہا ہے مکن تکیہ بر عمر ناپائدار ۔ مباش ایمن از بازی روزگار

بیت المال کی سالانہ رپورٹ

معلوم ہوا ہے۔ نظارت بیت المال کی سالانہ رپورٹ تیار ہو گئی ہے جس کا کچھ حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہے۔ اس رپورٹ میں جماعتوں کی کارگزاری کئی طور سے دکھلائی گئی ہے۔ مثلاً شہری اور زمیندار جماعتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اُن جماعتوں کو جنہوں نے بجٹ سے زیادہ چندہ دیا ہے۔ یا جنہوں نے بجٹ پورا کیا ہے۔ یا جنہوں نے نوے فیصدی اور پچھتر یا پچاس فیصدی یا اس سے کم چندہ دیا ہے۔ الگ الگ دکھلایا ہے۔ سب سے زیادہ رقم دینے والی جماعتوں کو الگ دکھلایا ہے۔ ان میں قادیان کی جماعت سب سے اول ہے۔ دوران سال میں بجٹ سے زائد رقم دینے والی جماعتوں میں سب سے زیادہ رقم جے پور کی جماعت نے دی ہے۔ بحیثیت مجموعی حلقوں میں سب سے اول بلوچستان کا حلقہ رہا ہے۔ جس میں کوئٹہ کی جماعت ہے اور تمام حلقوں میں سب سے پیچھے لدھیانہ کا ضلع ہے۔ سوا سو کے قریب بقائے دار جماعتوں کے بقائے دار افراد کے نام بھی جمع کئے گئے ہیں۔

۸۵ روپے کا عطیہ

محترمہ اہلیہ ڈاکٹر سید ظہور احمد شاہ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ ڈنگہ نے ۸۵ روپے کا گراں قدر عطیہ اخبار الفضل مصباح۔ ریویو اُردو کے لئے بھیجا ہے جس کا شکریہ کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے۔ تا دوسرے نیک دل مستطیع اصحاب توجہ فرمائیں۔ خصوصاً اس اپیل کی طرف جو اردو ریویو آف ریلیجنز کے لئے ہر مہینہ بر سفارش جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف معتمدین مجالس احمدیہ کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہے۔ اس عطیہ میں سے الفضل تو انہی کے دیئے ہوئے ناموں پر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ باقی

مصباح کے لئے آٹھ ایسے غیر مستطیع خریداروں کی ضرورت ہے۔ جو نصف قیمت سالانہ ایک روپیہ چار آنے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔

اور چھبیس ایسے نام مطلوب ہیں جو اس علمی رسالہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ اور نصف قیمت پیشگی یعنی ڈیڑھ روپیہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما سکیں۔ اور فی الواقعہ اس رعایت کے مستحق ہوں۔ اگر کسی زنانہ یا مردانہ لائبریری میں مصباح یا ریویو اُردو کا اجراء ضروری ہو۔ یا کسی ایسے علاقہ میں جہاں احمدیت کم ہے۔ مصباح یا ریویو بھجوانا ہو۔ تو اس کے پتے سے بھی مطلع فرمائیں۔ حسب گنجائش اس عطیہ سے مدد دی جائے گی۔ آخر میں تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ محترمہ موصوفہ کی صحت کاملہ و شفاء عاجلہ و حسنات دین و دنیا کے لئے دعا فرمائیں۔ جنہوں نے مستحق و اشاعت قائم فرمایا۔

ضلع ہزارہ میں احمدی مبلغ کا دورہ

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل کو تبلیغی کام سرانجام دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل پروگرام کے ماتحت کیم ستمبر سے مانسہرہ سے علاقہ کا دورہ شروع کریں گے۔ اور ہر ایک مقام پر اندازاً تین دن ٹھہریں گے۔ لہٰذا بذریعہ الفضل جماعتوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ تیار رہیں۔ داتہ۔ کاکول۔ ایبٹ آباد۔ نتھیا گلی۔ مری۔ مظفر آباد۔ گڑھی حبیب اللہ حصاری۔ بالاکوٹ۔ بھگلہ۔ کوٹ کے مانسہرہ۔ ایبٹ آباد ہری پور کھچی۔ خاکسار فیروز الدین جنرل سکرٹری ڈسٹرکٹ انجمن احمدیہ ہزارہ ایبٹ آباد۔

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری ہدایات

برادران! یوم التبلیغ کا اعلان آپ نے "الفضل" میں ملاحظہ کر لیا ہوگا۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات کو مدنظر رکھا جائے۔ اور اس کے لئے ابھی سے انتظام شروع کر دیا جائے۔

۱۔ اپنے اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے۔ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار غیر احمدی نہ ہو۔ تو کسی دوسرے دوست کے ساتھ مل کر اس کے رشتہ داروں میں تبلیغ کی جائے۔

۲۔ اگر ایک گاؤں سارا احمدی ہے۔ اور اس گاؤں کے نزدیک ان کے رشتہ دار بھی نہیں ہیں۔ تو کسی دوسرے گاؤں کے احمدیوں کے ساتھ مل کر ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اس اصل کے مطابق تمام جماعتوں کو پہلے سے پروگرام بنا لینا چاہیئے۔

۳۔ قادیان کے ارد گرد کی جماعتیں بھی اطلاع دیں۔ تاکہ قادیان کے لوگ ان کے پاس پہنچ کر ان کے رشتہ داروں میں تبلیغ کر سکیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان)

یوم التبلیغ کے متعلق ٹریکٹ

گزشتہ سال یوم التبلیغ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور کی درخواست پر ایک "ٹریکٹ" پکارنے والے کی آواز" رقم فرمایا تھا۔ چونکہ وہ ٹریکٹ تبلیغ کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ اس سال پھر یوم التبلیغ کے موقعہ پر اس کو (علاوہ ماہواری ٹریکٹ کے) شائع کیا جائے۔ بیرونی جماعتیں۔ اور احباب جس قدر ٹریکٹ چاہیں۔ منگوا سکتی ہیں قیمت ۱۲ار سینکڑہ معہ محصول ڈاک ہوگی۔ جو بہر حال پیشگی آنی چاہیئے۔ آرڈرز احباب ابھی سے دینے شروع کر دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کا شکوہ درست نہ ہوگا۔ ملک بشیر احمد۔ سکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ الرائی بلڈنگ لاہور

حکیم محمد ابراہیم صاحب کا انتقال

حکیم محمد ابراہیم صاحب احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابیوں میں سے تھے ۲۸/۲۹ اگست کی درمیانی شب دل کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک فوت ہو گئے۔ یہاں بغرض سیر و تفریح آئے ہوئے تھے۔ لیکن یہاں آتے ہی نمونیا اور آنتوں میں زخم ہو جانے کی وجہ سے اچانک فوت ہو گئے۔ اُن کے لواحقین کا مجھے ٹھیک طور پر علم نہیں وہ موضع برتھی پور۔ ڈاکخانہ ڈھلواں ریاست کپور تھلہ کے رہنے والے تھے۔

دعوت و تبلیغ کے متعلق سالانہ رپورٹیں

باوجود بار بار اعلان کرنے کے صرف مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے سالانہ رپورٹیں ملی ہیں جو جماعتوں کی تعداد کے لحاظ سے بہت ہی کم ہیں۔ اس لئے بہت جلد بقیہ جماعتیں توجہ کر کے سالانہ رپورٹیں بھجوا دیں۔

سامانہ۔ حیدر آباد سندھ۔ بھیرہ مال و ڈالہ۔ ننکانہ صاحب۔ احمدی پور۔ نواب شاہ سندھ۔ پونچھ۔ سکھر۔ سکندر آباد۔ کاٹھ گڑھ۔ داتہ زیدکا۔ آگرہ۔ فیروزپور۔ حیدر آباد دکن۔ کرڈیالی تحصیل اجنالہ۔ گنج لاہور۔ سانبہ۔ برہمن بڑیہ۔ میانوالی۔ خانپور۔ کوٹ باجوا۔ حیدر گوٹلے۔ پوہلا مہاراں۔ جہلم۔ گوجرانوالہ معہ ملحقات۔ مشن ہائے غیر ممالک میں سے صرف لنڈن مشن۔ ماریشس مشن۔ سماٹرا مشن۔ جاوا مشن۔ دمشق مشن کی رپورٹیں وصول ہوئی ہیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

اچھوتوں کی ہمدردی کے ڈراما کا خاتمہ

گاندھی جی اچھوت ادھار تحریک ترک کر دیں یا برت رکھیں

اچھوتوں کے متعلق اپنی مصنوعی اور بے حقیقت ہمدردی کے اظہار کے لئے گاندھی جی نے جس ڈراما کا آغاز وزیر اعظم کے کمیونل ایوارڈ کے خلاف فاقہ کشی سے کیا تھا۔ اس کا عبرتناک خاتمہ ۲۳ اگست کو اس وقت ہوگیا۔ جب مسٹر رنگا آئر نے جن کے سپرد مندر پرویش بل کو اسمبلی سے پاس کرانے کا کام کیا گیا تھا یہ بل واپس لے لیا۔ مسٹر آئر کے ذمے یہ کام اس وقت لگایا گیا تھا۔ جبکہ گاندھی جی کی تحریک سول نافرمانی جاری تھی۔ جب اس تحریک کے ماتحت حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہزاروں لوگ جیلخانوں میں جا رہے تھے۔ جب حکومت کو شیطانی حکومت قرار دیتے ہوئے اس کی پولیٹیکل ہستی سے انکار کرنے کے جرم کو بہت بڑی ملکی اور قومی خدمت سمجھا جا رہا تھا۔ جب گاندھی جی نے اسمبلی کے بائیکاٹ کا حکم دے رکھا تھا ایسی حالت میں گاندھی جی کے دست راست راجگوپال آچاریہ نے جو اس وقت کانگرس کے صدر تھے۔ ان کے منشاء کے مطابق اس لئے صدارت سے استعفا دے دیا۔ کہ اس بل کو پاس کرانے کی جدوجہد کو کامیاب بنا سکیں۔ انہوں نے کانگرس کے احکام اور کانگرس کی روش کو کلیۃً نظر انداز کرتے ہوئے ان ممبرانِ اسمبلی کے آگے بار بار ناک رگڑی۔ اور ان سے بل کی حمایت کرنے کی درخواست کی۔ جو کانگرس کے حکم کی خلاف ورزی کر کے اسمبلی میں گئے تھے۔ اور جنہیں کانگرسی غدار وطن قرار دے چکے تھے۔ انہوں نے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ہندوستانی ممبروں کا دروازہ بار بار کھٹکھٹایا۔ اور ان سے التجائیں کیں۔ اس طرح گویا کانگرسیوں نے اپنے ہاتھوں سول نافرمانی کی تحریک کی مٹی پلید کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر ہوائے ناکامی۔ کہ مندر پرویش بل پھر بھی پاس نہ ہو سکا۔ اور بن آئی موت مر گیا۔

اس بل کی تحریک گاندھی جی کے اس اعلان پر شروع ہوئی تھی۔ جو انہوں نے اچھوتوں کے متعلق وزیر اعظم کے فیصلہ کے خلاف فاقہ کشی کو ختم کرتے ہوئے کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ مالابار کے گورو دیور مندر کا دروازہ اگر یکم جنوری ۱۹۳۳ء تک اچھوتوں پر نہ کھول دیا گیا۔ اور انہیں اس مندر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے دی گئی۔ تو وہ ۲۔ جنوری سے پھر فاقہ کشی شروع کر دیں گے۔ لیکن جب انہوں نے اور ان کے مددگاروں نے انتہائی کوشش کر کے دیکھ لیا۔ کہ اچھوتوں کے لئے اس مندر کا دروازہ کھلنا تو الگ رہا۔ اس کے قریب جانے کی اجازت تک کا ملنا بھی ممکن نہیں۔ تو یہ جدوجہد شروع کر دی گئی۔ کہ اس حکومت سے جسے شیطانی سمجھا جاتا تھا۔ قانونی امداد حاصل کی جائے۔ اور ایسا قانون پاس کرایا جائے۔ جس سے مندروں میں اچھوتوں کا داخلہ ممکن ہو۔ چنانچہ مدراس کونسل کے ایک ممبر مسٹر سبہرائن سے ایک مسودۂ قانون پیش کرا دیا گیا۔ جس کی آڑ لے کر گاندھی جی کو یہ اعلان کرنے کا موقعہ مل گیا۔ کہ

"اس سرکاری اعلان کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مندروں میں ہری جنوں کے داخلہ کے متعلق مسٹر سبہرائن مدراس کونسل میں جو بل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر وائسرائے کی منظوری ۱۵ جنوری سے پہلے حاصل نہیں ہو سکے گی۔ میں نے ۲۔ جنوری کو برت رکھنے کا جو اعلان کیا تھا۔ اسے غیر معین عرصہ تک ملتوی یا کم از کم اس بل کے متعلق وائسرائے کے فیصلہ تک ملتوی کرتا ہوں۔ (یرتاپ یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

وائسرائے نے اگرچہ اس بارے میں بہت جلد فیصلہ صادر کر دیا۔ جو یہ تھا۔ کہ مدراس کونسل میں اس بل کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ البتہ اسمبلی میں پیش ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ کہ اسمبلی میں اس بل کو پیش کرنے کی اجازت دینے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ حکومت اس کی حامی ہے۔ گورنمنٹ ہند کو ایسی کارروائی کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔ جو حالات پر مکمل غور و خوض کرنے کے بعد وہ ضروری خیال کرے۔ گاندھی جی نے اس فیصلہ کو اپنے منشاء کے خلاف سمجھا۔ مگر وہ صرف یہ کہہ کر رہ گئے۔ کہ "اگر وائسرائے (مدراس کونسل میں بل پیش کرنے کی) اجازت دے دیتے۔ تو گورو دیور کے معاملہ میں برت رکھنے کی مجھے ہرگز ضرورت نہ ہوتی"۔ چونکہ اسمبلی میں یہ بل پیش کرایا جا رہا تھا۔ اور راسخ الاعتقاد ہندو اس کے خلاف سخت غصہ کا اظہار کر رہے تھے۔ اس لئے گاندھی جی نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے یہ دھمکی شائع کی۔ کہ "ان کے لئے ایسے آدمی کے برت کی ضرورت ہے۔ جس نے اپنے آپ کو ان سے وابستہ کر لیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو ایسا ہی ہوگا۔ ہندو اچھوت پن کو دور کریں یا اپنے درمیان سے مجھے دور کریں"۔

لیکن اب جبکہ انتہائی جدوجہد کرنے اور سارا زور صرف کر دینے کے باوجود بل ناکام ہو چکا ہے۔ ایسا ناکام کہ تمام ہندوستان میں سے جس شخص کو اس کے پیش کرنے کا اہل سمجھا گیا تھا۔ اس نے خود ہی اسے واپس لے لیا ہے۔ تو گاندھی جی اس طرح خاموش بیٹھے ہیں۔ کہ گویا انہیں اس بل سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ اور اچھوتوں کے لئے مندروں کے دروازے کھلوانے کا کبھی انہیں خیال بھی نہ آیا تھا۔ حالانکہ اسی کی آڑ میں انہیں اپنا برت ملتوی کرنے کا موقعہ ملا تھا۔ اور اب جبکہ وہ بل ناکام ہو چکا ہے۔ اپنے اعلانات کے رو سے ان کے لئے فوراً برت شروع کر دینے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔

مسٹر رنگا آئر کو کیوں بل واپس لینا پڑا۔ یہ بھی نہایت عبرتناک داستان ہے جس کا ذکر انہوں نے اسمبلی میں بایں الفاظ کیا۔ کہ "مجھے افسوس ہے۔ جن سرکردہ کانگرسی لیڈروں نے مجھے امداد کا یقین دلایا تھا۔ اب اپنے وعدہ سے منحرف ہو گئے ہیں کیونکہ انہیں خطرہ ہے۔ کہ اگر انہوں نے بل کی حمایت کی۔ تو وہ آئندہ الیکشن میں ووٹیں حاصل نہیں کر سکیں گے۔ یہی نہیں۔ بلکہ بل کی مخالفت کرنے لگ گئے"۔

جب خود کانگرسی نہ صرف بل کی حمایت کرنے سے دستبردار ہو گئے۔ بلکہ بل کی مخالفت کرنے لگ گئے۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ وہ پاس ہو سکتا۔ اور جب حکومت پر واضح ہو گیا۔ جیسا کہ ہوم ممبر نے بیان کیا۔ کہ ایک طرف تو بل کے حامی نہایت بے دلی کے ساتھ اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ بھی سیاسی اغراض کے ماتحت۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کی بہت بڑی اکثریت اس کی سخت مخالف ہے۔ اور مخالفت صرف وہی لوگ نہیں کر رہے۔ جنہیں قدامت پسند کہا جاتا ہے۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی مخالف ہیں۔ حتیٰ کہ اچھوت اقوام نے بھی اس کی حمایت نہیں کی۔ پھر تمام مقامی حکومتیں اس کے خلاف ہیں۔ اور انہیں خدشہ ہے۔ کہ اس سے سخت بدنظمی پیدا ہوگی۔ اور ہندوؤں میں اس سے

نقض امن کا بھاری اندیشہ ہے۔ ان حالات میں سوائے اس کے کیا ہوسکتا تھا۔ کہ بل کو واپس لے لیا جاتا۔ چنانچہ واپس لے لیا گیا۔ اور اس طرح اس ڈرامہ کا خاتمہ ہوگیا۔ جو اچھوت ادھار کے نام سے کھیلا جارہا تھا۔ اب یا تو گاندھی جی کو اچھوت ادہار کا نام تک نہیں لینا چاہیئے۔ اور اپنی اس تحریک کو تہہ کرکے ناکامی کے اسی طاق میں رکھدینا چاہیئے جہاں ان کی دوسری تحریکیں پڑی ہیں۔ یا پھر فوراً وُہ برت شروع کردیں۔ جسے آج تک حیلوں بہانوں سے ملتوی کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور جسے التواء میں ڈالنے کے لئے اب ان کے پاس کوئی بہانہ نہیں رہا۔

سچے مسلمان اور اسلام کے سچے خدمتگذار کون ہیں

"اس زمانہ میں جو لوگ اسلام کا دعوے کرتے ہیں۔ وُہ تین ہی قسم کے ہوسکتے ہیں۔ وُہ لوگ جو اسلام کی راہ میں مصائب برداشت کرتے ہیں۔ وُہ لوگ جو مصیبت کے ڈر سے گوشہ نشین ہیں۔ وُہ لوگ جو اعزاز و مناصب حاصل کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان تینوں قسموں کے لوگوں میں سے سچے مسلمان کون ہیں۔ وُہ جو مصائب برداشت کرتے ہیں۔ یا وُہ جو گوشہ نشین ہیں۔ یا وُہ جو غیر مسلموں کے پاس اعزاز و مرتبہ حاصل کرتے ہیں۔ کوئی بے وقوف ہی ہوگا۔ جو جواب دینے میں غلطی کرسکے۔ بالکل صاف ظاہر ہے۔ کہ مصیبت جھیلنے والے ہی سچے مسلمان اور اسلام کے سچے خدمت گزار ہیں۔ گوشہ نشین لوگوں کو ضعیف الایمان قرار دیا جائے گا۔ اور جو لوگ اعزاز و مناصب حاصل کرتے ہیں۔ انہیں یقیناً ہر صحیح الدماغ آدمی منافق ہی کہے گا۔"

اس تمہید کے ساتھ کلکتہ کے اخبار "ہند جدید" نے مسلمان سیاسی لیڈروں پر تنقید کی ہے۔ لیکن سیاسی خدمات کی نسبت مذہبی خدمات کے متعلق یہ الفاظ زیادہ موزون۔ اور بہترین فیصلہ کُن ہیں۔ کیونکہ سیاسیات میں جو لوگ مصائب جھیلتے ہیں۔ ان کی غرض دنیوی شوکت و سطوت حاصل کرنا ہوتی ہے، نیز عوام کی مدد اور داہ واہ ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں جو لوگ خالص دین کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کی اپنے اور پرائے سب مخالفت کرتے ہیں۔ پھر اُن کے پیش نظر دُنیوی جاہ و جلال۔ اور دُنیوی آرام و آسائش نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر آخرت پر ہوتی ہے۔ ان حالات میں جو لوگ مصائب جھیلتے۔ دُکھ اٹھاتے۔ اور تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ وُہی سچے مسلمان اور اسلام کے سچے خدمتگزار ہوسکتے ہیں۔

اس نکتہ کو پیش نظر رکھ کر اور تعصب سے علیحدہ ہوکر اگر دیکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہوجائے گا۔ کہ اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو اسلام کی خاطر مصائب برداشت کررہی ہے۔ اور جس پر ہر طرف سے مخالفتوں کے تیر برسائے جارہے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں کا وُہ طبقہ جو کینہ و بغض میں اندھا ہوچکا ہے۔ بات بات میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنا اس کے خلاف اتہام باندھنا اس کے متعلق افتراپردازیاں کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور جہاں تک اس سے ممکن ہے۔ احمدیوں کو تکالیف پہنچا رہا ہے۔ دیگر مذاہب کے لوگ آریہ اور عیسائی وغیرہ اپنا سارا زور جماعت احمدیہ کے خلاف صرف کررہے ہیں۔ سیاسی حلقوں میں بھی احمدیوں کو نہایت ٹیڑھی نظر سے دیکھا جاتا ہے غرض اس وقت جماعت احمدیہ سے بڑھ کر مظلوم اور مصیبت زدہ اور کوئی قوم نہیں ہے۔ لیکن احمدی تمام مصائب کو بڑی خوشی سے برداشت کررہے ہیں۔ اور اپنا قدم آگے ہی آگے بڑھا رہے ہیں کسی دنیوی لالچ کسی دُنیوی طمع۔ کسی دُنیوی آرام و آسائش کے لئے نہیں۔ بلکہ محض اسلام کی خاطر۔ پھر ان کے سچے مسلمان اور اسلام کے سچے خدمت گزار ہونے میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔

"پیغام صلح" کی سمجھ کا قصور

"پیغام صلح"، کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آئی۔ کہ غیر مبایعین کی انجمن کا۔ پریذیڈنٹ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہونا۔ اور پیغام بلڈنگ کا بالشوزم کی مسموم ہوا کے زیر اثر ہونا دو الگ الگ امور ہیں۔ اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اگر غیر مبایعین کی ساری کائنات اس انجمن تک ہی محدود ہے۔ جس کے پریذیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ تو بے شک یہ کہتے ہوئے کہ "انجمن کی یہ حالت ہے۔ کہ پریذیڈنٹ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی ہے"۔ یہ کہنا درست نہیں ہوسکتا۔ کہ "حضرت امیر" کی جو قدر و منزلت ان میں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پیغام بلڈنگ اس بالشوکی مسموم ہوا کے اثر کے نیچے ہے جس کا مظاہرہ اکثر وہاں ہوتا رہتا ہے۔" لیکن جب غیر مبایعین میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن پر مولوی صاحب کو بحیثیت پریذیڈنٹ انجمن کوئی قبضہ و تصرف حاصل نہیں ہے۔ یعنی وُہ نہ تو انجمن کے ممبر ہیں۔ اور نہ اس کے ملازم۔ تو پھر ان کو کیونکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ اور ان کی مخالفانہ سرگرمیوں کے اثرات سے "حضرت امیر" کو کس طرح بچایا جاسکتا ہے۔

بات یہ ہے۔ کہ وُہ لوگ جو مولوی محمد علی صاحب کے دست نگر ہیں۔ یا جو سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب کے ذریعہ اڈا قائم ہے۔ وُہ تو ان کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن جو ایسے نہیں۔ وُہ مولوی صاحب کا دم ناک میں کئے رکھتے ہیں۔

"مدینہ" اور "پرتاپ"

اخبار "مدینہ" جو اسوقت تک کانگرسی اخبار "پرتاپ" کے اس احسان عظیم کے بار کے نیچے دبا ہُوا تھا۔ کہ "آج سے پہلے "پرتاپ" نے اپنے کالموں میں "مدینہ" کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔" اور اس احسان کی وجہ یہ تھی۔ کہ "انڈین نیشنل کانگرس کی حمایت کرنا "مدینہ" کے وتیرے میں شامل رہا ہے۔ ٹوڈی مسلمانوں کو دندان شکن جواب دینے میں اسے صف اوّل کا درجہ حاصل رہا ہے" وُہ صرف اس لئے ناقابل معافی مجرم بن گیا۔ کہ اس کے قلم سے یہ فقرہ لکھا گیا "آریہ سماج سب سے بڑا مذہبی عذاب ہے۔ جو ہندوستان پر اس صدی میں نازل ہُوا ہے۔" حالانکہ خود "پرتاپ" کو اعتراف ہے کہ "آریہ سماج واقعی عذاب ہے۔" اور وُہ اسلام کو جھوٹے مذاہب میں داخل کرتا ہُوا لکھتا ہے۔ یہ عذاب جھوٹے مذاہب کے لئے ہے۔ گویا ہر مسلمان کہلانے والے کا حق ہے۔ کہ آریہ سماج کو عذاب سمجھے۔

"پرتاپ" نے "مدینہ" کو "بے ہودگی اور ہرزہ سرائی" کا مرتکب بھی قرار دے دیا۔ اور اسے مخاطب کرکے یہ بھی بک دیا۔ کہ "اسلام ایک بھاری لعنت ہے۔ جو انسانوں پر نازل ہوئی۔" مگر پھر بھی اس کے قوم پرست اور نیشنلسٹ ہونے میں فرق نہ آیا۔ لیکن "مدینہ" کے متعلق اس نے فیصلہ دیدیا ہے۔ کہ وُہ "صحافت کی گہرائی میں گرتا چلا جارہا ہے" اور "انتہائی اشتعال انگیزی اور ہرزہ سرائی کا مظاہرہ کرنے لگا ہے"۔

ایک کانگرسی اخبار کے اس طریق عمل سے بھی "مدینہ" کو ہندوؤں کی قوم پرستی اور وطن دوستی کی حقیقت معلوم نہ ہو۔ اور اس پر

اگر صد سال گبر آتش فروزد چو یکدم اندر آں افتد بسوزد

کی صداقت ظاہر نہ ہو۔ تو بہت ہی افسوس کی بات ہوگی۔

کانگرس کا بزدلانہ فعل

مسٹر رنگا آئر پر مندر پرویش بل کے سلسلہ میں جب کانگرسیوں کی بزدلی واضح ہوگئی۔ اور انہیں کہنا پڑا۔ کہ کانگرسی یا تو بزدل تھے یا انہیں بل کے اصُول میں یقین نہیں تھا۔ تو ان کو کانگرسیوں کی ایک اور بزدلی بھی یاد آگئی۔ اور وُہ بے اختیار ہوکر کہہ گئے۔ کہ "کانگرسی بزدل اور غلام ہیں۔ تحریک سول نافرمانی کے ایام میں انہوں نے عورتوں کو سب سے آگے رکھ کر ایسا وطیرہ اختیار کیا۔ جس سے ہندوستان کی مردانگی کو سخت بٹہ لگا۔ کانگرس کا یہ فعل نہایت بزدلانہ تھا۔" مگر آج اس بات کا اظہار کرکے مسٹر رنگا آئر نے بھی کوئی مردانگی کا ثبوت نہیں دیا۔ ضرورت تو اس وقت تھی۔ جب عورتوں کو آگے کرکے سول نافرمانی کی جنگ لڑی جارہی تھی۔ اس وقت جماعت احمدیہ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ عورتوں کی شمولیت کے نقصانات واضح کئے تھے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب شیطان کی حمایت میں

شیطان کا آخری حملہ

۲۲ر جولائی ۳۴ء کے "الفضل" میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا جس میں ایک یورپین محقق ڈاکٹر شیرڈ کی ایک تحریر کا اقتباس پیش کر کے بتایا گیا تھا۔ کہ "وہ زمانہ جس کے متعلق آیا ہے۔ کہ ہر قسم کی برائیاں انتہائی عروج کو پہنچ جائیں گی۔ بدکاریاں بڑھ جائیں گی۔ اور شیطان اپنے سارے سازوسامان کے ساتھ اس طرح حملہ آور ہوگا۔ کہ گویا اس کا آخری حملہ ہے۔ وہ موجودہ زمانہ ہی ہے"۔

اس کے بعد حق پسند لوگوں کی توجہ اس طرف دلائی گئی تھی۔ کہ "کیا ایسی حالت میں ضروری نہیں تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی مخلوق کو شیطان کے حملہ سے بچانے کا انتظام کرتا ضروری تھا۔ اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی غرض سے مبعوث کیا۔ مگر فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں جو آپ کو قبول کریں"۔

"اہلحدیث" کا اعتراض

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار "اہلحدیث" ۲۲ر جولائی میں اس نوٹ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیطان ابھی زندہ ہے لیکن اس کے شر سے وہی لوگ بچ سکتے ہیں۔ جو مرزا صاحب پر ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہم اس کو قتل کر چکے ہیں۔ یعنی وہ دنیا سے فنا ہو چکا ہے۔ پھر تو کسی قسم کی شیطنت دنیا میں نہ رہنی چاہیئے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ یہ شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہا تھا۔ پھر شیطان نے خدا تعالیٰ سے مہلت چاہی۔ اور اس کو دی گئی۔ الیٰ وقت المعلوم بسبب اس مہلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا۔ اس کے قتل کا ایک ہی وقت مقرر تھا۔ کہ وہ مسیح موعود کے ہاتھ سے قتل ہو" (ملفوظات احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۱) اس اقتباس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیطان مرزا صاحب کے ہاتھ سے عرصہ ہوا قتل ہو چکا ہے۔ احمدی ممبرو بتاؤ۔ جب شیطان مرزا صاحب کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے۔ تو اب یہ تمہارے مخالفین غیر مبایعین خلافت حقہ قادیانیہ کو خلافت یزیدیہ کس کی تعلیم سے کہہ رہے ہیں۔ اور یورپ سارے کا سارا گمراہی میں کیوں مبتلا ہے"۔

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس بات سے تو انکار نہیں۔ کہ وہ زمانہ جس کے متعلق آیا ہے۔ کہ ہر قسم کی برائیاں انتہائی عروج کو پہنچ جائیں گی بدکاریاں بڑھ جائیں گی۔ اور شیطان اپنے سارے سازوسامان کے ساتھ اس طرح حملہ آور ہوگا۔ کہ گویا اس کا آخری حملہ ہے۔ وہ موجودہ زمانہ ہی ہے۔ اور نہ وہ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ ایسی حالت میں ضروری ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی مخلوق کو شیطان کے حملہ سے بچانے کا انتظام کرتا۔ لیکن باوجود اس کے نہ تو کوئی ایسا انتظام پیش کر سکتے ہیں۔ جو ان کے نزدیک خدا تعالےٰ نے اپنی مخلوق کو شیطان کے آخری حملہ سے بچانے کے لئے کیا ہو۔ اور نہ اس انتظام کو درست سمجھتے ہیں جس کا پتہ ہم نے بتایا ہے۔ بلکہ شیطان کی حمایت کرتے ہوئے اور اس کی زندگی کے ثبوت میں یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جب مسیح موعود کے ہاتھ سے شیطان کا قتل مقدر تھا۔ اور مسیح موعود مرزا صاحب ہیں۔ تو اس وقت دنیا میں احمدیت کی مخالفت کرنے والے کیوں ہیں۔ اور کیوں گمراہی پائی جاتی ہے۔

شیطان کے قتل سے مراد

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ شیطان کی طرح کا مادی وجود نہیں رکھتا۔ کہ اس کے قتل سے مراد تلوار سے اس کا گلا کاٹ دینا ہے۔ اور اس کے بعد تمام جہاں سے گمراہی اور ضلالت کا نام و نشان مٹ جائے۔ بلکہ قتل شیطان کے یہ معنی ہیں۔ کہ لوگوں کو اس کے اثرات نہ قبول کرنے کے قابل بنا دیا جائے۔ شیطنت اور ناپاکی سے علیحدہ کر کے قرب الٰہی کے حصول اور افضالِ خداوندی کا مورد بننے کی اہلیت پیدا کر دی جائے۔

پس قتل شیطان کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوگوں کو اس کی ہلاکت آفرینی سے محفوظ رہنے کا طریق بتا دیا جائے۔ اس طرح شیطانی مشن کی ناکامی کے اسباب مہیا کر دیئے جائیں اور اس غرض سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ پھر اس میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ "فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو آپ کو قبول کریں"

استفادہ کے لئے تعلق ضروری ہے

جو شخص اس انتظام کے قریب ہی نہ جائے۔ جو اللہ تعالےٰ نے شیطنت کے افناء کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے اندر ایسی سعادت اور ایسا رشد کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ گویا اس کے لئے شیطان مرچکا۔ اللہ تعالےٰ کے انبیاء ایک طاقتور روحانی بیٹری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس میں گناہوں کو جلا دینے اور شیطانی وساوس کو بھسم کر دینے والی روحانی بجلی کی تیز شعاعیں بھری ہوتی ہیں۔ اور جو شخص بھی اخلاص اور سچے طور پر اس سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے۔ وہ اپنی استعداد اور اہلیت کے مطابق روحانیت کو اپنے اندر جذب کر سکتا اور ایسی طاقت اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ کہ جس سے شیطان ہلاک ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص خدا کے مامور کے قریب نہ آئے۔ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا غیر ضروری خیال کرے۔ وہ اگر یہ کہے۔ کہ جب مسیح موعود مبعوث ہو چکا۔ جس کے ہاتھ سے قتل شیطان مقدر تھا۔ پھر میں کیوں تا حال پنجۂ شیطان میں گرفتار ہوں۔ تو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ تو نے چونکہ شیطان کو ہلاک کرنے کے اس حربہ سے کام نہیں لیا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیا۔ اس لئے شیطان کا تجھ پر غلبہ ہے۔

ایک مثال

یہ بات ایک مثال سے خوب واضح ہو جاتی ہے۔ امرت سر کا پاور ہاؤس اس قدر بجلی پیدا کر سکتا ہے۔ کہ تمام امرت سر سے تاریکی و تیرگی کا خاتمہ کر دے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ پاور ہوس کی موجودگی میں امرت سر کا کوئی مکان یا کوچہ تاریک ہونا ہی نہیں چاہیئے پاور ہوس کی مشینری میں بے شک اتنی قوت ہے۔ کہ سارے شہر کو روشن کر دے لیکن جو شخص اپنے مکان کو اس سے وابستہ کرنا ہی پسند نہ کرے۔ اور اس کے ساتھ اپنے مکان کا تعلق پیدا کرنا غیر ضروری خیال کرے۔ تو کیا اس کے اس قول میں معقولیت کا کوئی شائبہ پایا جائے گا۔ کہ اگر امرت سر میں بجلی کا کارخانہ ہوتا۔ تو میرا مکان کیوں بدستور ظلمت کدہ بنا رہتا۔

پس اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شک ہر انسان کو شیطان کے حملہ سے اس طرح محفوظ رکھنے کے لئے مبعوث کئے گئے اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ گویا اس کے لئے شیطان مر گیا۔ لیکن جو شخص آپ کو قبول ہی نہ کرے۔ اس کا اپنے وجود کو شیطان کے زندہ ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کرنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو مشتبہ نہیں کر سکتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی

ہمیں ہمیشہ سے یہ شکایت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین آپ پر اعتراض کرتے

وقت اس بات کی قطعاً پروا نہیں کرتے۔ کہ ان کے اعتراضات کی زد خدا تعالےٰ کے دوسرے برگزیدہ بندوں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی پڑتی ہے۔ اور ایسے رنگ میں اعتراض کرتے ہیں۔ جو سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات پر بھی پڑ سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے شیطان کی حمایت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے خلاف جو اعتراض پیش کیا ہے۔ اسی کے متعلق دیکھ لیا جائے۔ کہ اس کی زد کہاں تک پہنچتی ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ کہ ہم نے تجھے تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب اگر کوئی غیر مسلم مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کو پیش نظر رکھ کر یہ سوال کرے۔ کہ اگر بانیٔ اسلام تمام جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ابوجہل۔ ابولہب۔ عتبہ۔ شیبہ اور دیگر کفارِ مکہ یا دوسرے ممالک کے معاندین لعنت میں مبتلا ہوئے کیا یہ لوگ اس رحمت سے بہرہ یاب ہوئے۔ اگر نہیں تو کیوں بانیٔ اسلام کا وجود ان کے لئے رحمت کا موجب نہ ہوا؟

اگر اس اعتراض کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کا انکار کر سکتے ہیں۔ تو بے شک انہیں حق ہے۔ کہ احمدی مربوں سے یہ سوال کریں۔ کہ "یورپ سارے کا سارا گمراہی میں کیوں مبتلا ہے۔" لیکن اگر وہ اس لعنتی عقیدہ کو تسلیم کرنے کے بجائے یہ جواب دیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی سے وہی لوگ مستفیض ہو سکتے تھے۔ جو آپ کی رحمت کے سایہ میں آئے۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ بغیر کسی حیل وحجت کے اس نامعقول اعتراض کو بھی واپس لے لیں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا ہے:۔

پس یہ زمانہ بے شک وہی ہے جب شیطان نے اپنے ساز و سامان کے ساتھ آخری حملہ کرنا تھا۔ اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس حملہ سے محفوظ رکھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ نے یقیناً شیطان کو قتل کیا۔ لیکن صرف ان لوگوں کے لئے جو اپنی نفسانیت کو چھوڑ کر آپ کی متابعت کرنے لگے۔ نہ کہ ان کے لئے جنہوں نے کبر و سرکشی سے کام لیا۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔

منافقین کے متعلق پرکاش کا سوال

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا تھا۔ کہ

"مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ ایک درجن سے زائد آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں۔ جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔"

اس پر "پرکاش" ۱۹ اگست لکھتا ہے:۔

"معلوم نہیں تاکہ خلیفہ صاحب یہ شکایت کیوں کرتے ہیں۔ جب ان کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ قادیانی خدا ہر لحہ ان سے ہم کلام ہوتا رہتا ہے۔ پھر وہ کیوں اس ہم کلام ہونے والے خدا سے ہی ان منافقوں کا نام۔ پتہ۔ حلیہ دریافت نہیں کر لیتے اور ساتھ ہی مناسب سزا کیوں تجویز نہیں کر دیتے۔ تاکہ یہ خدشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔ اور قصر خلافت میں تزلزل کا آنا بند ہو جائے۔"

"پرکاش" کی یہ تحریر کچھ تو دروغگوئی پر مبنی ہے۔ اور کچھ کم فہمی اور نادانی پر۔ کیا "پرکاش" "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اس قسم کے دعوے کا کوئی ثبوت پیش کر سکتا ہے۔ کہ "قادیانی خدا ہر لحہ ان سے ہمکلام ہوتا رہتا ہے۔" اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو خود ہی غور کرے کہ جس بناء پر اس نے اعتراض کیا۔ جب وہی باطل ہے۔ تو اس کا اعتراض کیا حقیقت رکھتا ہے بے شک خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بھی اس شرف سے مشرف ہیں لیکن خدا تعالےٰ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔ نہ یہ کہ ہر لحہ ان سے ہمکلام ہوتا رہتا ہے

باقی رہا یہ کہ "وہ کیوں اس ہمکلام ہونے والے خدا سے ہی ان منافقوں کا نام پتہ اور حلیہ دریافت نہیں کر لیتے اور ساتھ ہی مناسب سزا کیوں تجویز نہیں کر دیتے۔" سو اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اگر "پرکاش" اس خطبہ کے دوسرے حصوں کا مطالعہ بھی کر لیتا۔ تو اسے یہ لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی کیونکہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ

"یقینی طور پر منافق موجود ہیں۔ اور مجھے ان کا پتہ ہے مگر تم انہیں ظاہر کرو۔ یعنے ان کے متعلق ثبوت قائم کرو۔ میرا یہ طریق نہیں۔ کہ میں ان کی طرف اشارہ کردوں۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ کسی شخص نے کہا۔ یارسول اللہ اگر آپ نے ذرا آنکھ سے بھی اشارہ کر دیا ہوتا۔ تو ہم فلاں دشمن کا سر اڑا دیتے۔ آپ نے فرمایا۔ نبی کا کام آنکھ سے اشارہ کرنا نہیں۔ اسی طرح میرا یہ کام نہیں۔ کہ میں ان باتوں میں دخل دوں۔ ہاں آپ لوگ اگر ان کے متعلق جو منافقانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ثبوت بہم پہنچائیں تو پھر خدا تعالیٰ نے جو اختیارات مجھے دیئے ہیں۔ ان کو میں استعمال میں لاؤں گا۔"

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان منافقوں کے متعلق جو فتنہ پردازی کرتے ہیں۔ آپ کو علم دے رکھا ہے۔ اور آپ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ لیکن اپنے علم کی بناء پر ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ان کے متعلق شرعی ثبوت طلب فرماتے ہیں۔ تاکہ دوسروں پر بھی ان کا مجرم اور فتنہ پرداز ہونا ثابت ہو جائے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی۔ کہ میں بغیر ثبوت قائم کئے۔ انہیں سزا دوں۔ اس لئے میں خاموش رہتا ہوں - - - - - - جب تک شرعی اور عدالتی طور پر میرے پاس ثبوت مہیا نہ کیا جائے۔ میں سزا دینے کا مجاز نہیں"

اسلام نے جہاں یہ بتایا ہے۔ کہ انبیاء کی جماعتوں میں کچھ لوگ ایسے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ جو اندرونی طور پر فتنہ پردازی کرتے۔ اور نقصان پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔ وہاں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ ان کے متعلق کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اسی کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ثبوت بہم پہنچانے اور عدالتی طور پر مجرم ثابت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس طرح منافقین کا فتنہ عمدگی کے ساتھ دبایا۔ اور اسے بڑھنے سے پوری طرح روکا جا سکتا ہے۔ کیونکہ دوسرے لوگوں پر ان کی شرارت اور مفسدہ پردازی کھل جاتی ہے۔ اور ان کے دل میں ان کے متعلق کسی قسم کی ہمدردی نہیں پیدا ہوتی۔ اور اس طرح منافقوں کی شرارت بڑھنے کی بجائے ناکام ہو جاتی ہے پس جماعت احمدیہ میں منافقوں کے "خدشہ کے ہمیشہ کے لئے مٹ جانے" کے متعلق خدا تعالےٰ نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ جب تک جماعت احمدیہ اس پر کاربند رہے گی۔ منافقین کی شرارتیں اور فتنہ پردازیاں قطعاً کامیاب نہ ہوں گی۔ بلکہ الٹ کر انہی پر پڑیں گی مگر آریہ سماج کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہے۔ کیا پرکاش نے کبھی اس خدشہ کے مٹانے کے متعلق بھی غور کیا ہے۔ جو قصر دیانندی کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا اور آریہ سماجیوں کو سماج کے بنیادی اصول سے منحرف کر رہا ہے۔ "پرکاش" کو چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کے متعلق خدشات میں اپنی جان کو ہلکان کرنے کے بجائے آریہ سماج

تحقیق الادیان

مسئلہ کفارہ پر عیسائیوں سے مناظرہ

۲۸، ۲۹ رجولائی ۳۴ء کو دھاریوال میں پرستاران صلیب اور غلامان کاسر صلیب کے درمیان جو تاریخی اور فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ اس کی مختصر روئداد الفضل ۲ اگست میں شائع ہو چکی ہے اس موقعہ پر احباب جماعت کے فائدہ کے لئے ان دلائل کا بالاختصار حیطۂ تحریر میں لانا مقصود ہے۔ جو ان مباحثات کے دوران میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے گئے

کفارہ کی تائید میں تقریر

۲۸ رجولائی (ہفتہ) کو صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے تک "مسئلہ کفارہ" پر مناظرہ مقرر تھا۔ مدعی عیسائی مناظر تھا۔ اس لئے پہلی اور آخری تقریر عیسائی مناظر کی تھی۔ اپنی نصف گھنٹہ کی پہلی تقریر میں "کفارہ" کی تائید میں اس نے بیان کیا۔ کہ

(۱) آدم نے گناہ کیا۔ وہ گناہ موروثی طور پر آدم کی اولاد میں آیا۔ اس لئے تمام انسان گنہگار ہیں۔ خدا "عادل" ہے اور اس کا "عدل" مقتضی ہے۔ کہ ہر انسان کو اس کے گناہ کی پاداش میں سزا دی جائے۔ مگر وہ "رحیم" بھی ہے۔ اس کے "رحم" کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ انسانوں کے گناہوں اور کمزوریوں سے اغماض کرے۔ پس خدا نے اپنے پیارے اکلوتے بیٹے خداوند یسوع کو دنیا میں بھیجا۔ جو تمام انسانوں کے گناہوں کے بدلے میں صلیب دیا گیا۔ (اس طرح خدا نے اپنی صفت عدل کا تقاضا پورا کر لیا) اب کوئی انسان خدا کی صفت رحیم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جب تک اس بات پر ایمان نہ لائے۔ کہ خدا کا اکلوتا بیٹا یسوع ہمارے لئے صلیب پر جان بحق تسلیم ہوا۔ اب جو اس "کفارہ" پر ایمان لاتا ہے۔ وہی نجات پا سکتا ہے۔

(۲) انجیل میں لکھا ہے۔ کہ

(۱) "ایک مددگار موجود ہے۔ یعنی یسوع مسیح راستباز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی" (۱۔ یوحنا ۲/۲)

(ب) جس طرح موسےٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا۔ اسی طرح ضرور ہے۔ کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے۔ تاکہ جو کوئی ایمان لائے۔ اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳/۱۴-۱۵)

(ج) "اچھا گڈریا میں ہوں۔ جو بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔"

(۳) ہر انسان بلاامتیاز گنہگار ہے۔ اور گناہ کے پنجہ سے رہائی ممکن نہیں۔ جب تک کہ "کفارہ" پر ایمان نہ لایا جائے۔ کفارہ گناہ کو جڑ سے کاٹتا ہے۔

پیشکردہ دلائل کا رد

خاکسار نے اپنی نصف گھنٹہ کی جوابی تقریر میں عیسائی مناظر کی ان مزعومہ دلیلوں کو اس طرح رد کیا۔

(۱) پادری صاحب نے "کفارہ" کی ضرورت بیان کرتے ہوئے خدا کی صفت "عدل" اور "رحم" میں کشمکش کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کا حل یہ بتایا ہے۔ کہ خداوند کا اکلوتا بیٹا صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور اس طرح خدا کا "عدل" پورا ہوا۔ باقی سب گنہگاروں کے گناہ بخشد یئے گئے۔ اور اس طرح صفت "رحم" کا تقاضا بھی پورا ہو گیا۔ مگر افسوس کہ صفت "عدل" اور "رحم" کی کشمکش میں چار ہزار سال تک پھنسے رہنے کے بعد عیسائیوں کے خدا نے اس مشکل کا جو حل تجویز کیا۔ وہ بجائے اس الجھن کو دور کرنے کے ایک اور نئی مشکل کا پیش خیمہ ہو گیا۔ کیونکہ اس نے ایک بیگناہ کو سزا دی۔ اور گنہگاروں کو چھوڑ دیا۔ پس وہ "عادل" نہ رہا۔ اور چونکہ اس نے بہر حال سزا دے لی۔ اس لئے وہ رحیم نہ رہا۔

پادری صاحب نے دوسری دلیل میں "انجیل" کی بعض آیات پیش کی ہیں۔ مگر یہ سب دعوے ہی دعوے ہیں۔ اور جب تک ان کی تائید میں دلائل پیش نہ کئے جائیں۔ شائستہ اعتنا نہیں

پادری صاحب نے تیسری دلیل میں یہ بتایا ہے۔ کہ (۱) ہر انسان موروثی طور پر گنہگار ہے۔ (۲) "کفارہ" گناہ کو جڑ سے کاٹتا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ اگر اس نظریہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ ہر انسان موروثی طور پر آدم اور حوا کے گناہ کی وجہ سے گنہگار ہے۔ تو اس سے یہ ماننا لازم آئے گا۔ کہ مسیح بھی گنہگار ہے کیونکہ بقول پادری صاحب "ہر آدم کا بیٹا گنہگار ہے"۔ اور یسوع نے (یوحنا ۵/۲۷ میں) اپنے آپ کو "ابن آدم" کہا ہے۔ (۲) پھر بائیبل میں لکھا ہے۔ "جو عورت سے پیدا ہوا۔ وہ کیونکر پاک ٹھہرے" (ایوب ۲۵/۵ و ۱۵/۱۵) لہذا جب مسیح خود گنہگار ہے تو وہ گناہ کا "کفارہ" نہیں ہو سکتا۔

رہا پادری صاحب کا یہ کہنا کہ کفارہ گناہ کو جڑ سے کاٹتا ہے۔ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ کفارہ سے گناہ پر دلیری ہوتی ہے۔ چنانچہ پادری صاحب کی پیشکردہ پہلی آیت میں صاف طور پر گناہ پر دلیری کی تعلیم دی گئی ہے۔ مگر پادری صاحب نے اس کے پہلے حصہ کو عمداً حذف کر دیا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ

"تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے۔ تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے۔ یعنی یسوع مسیح راستباز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔" (۱۔ یوحنا ۲/۱)

گناہ پر جرأت دلانے والی اس تعلیم کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ یسوع کی وفات کے معاً بعد پولوس رسول کو عیسائیوں سے یہ کہنا پڑا۔ کہ

"یہاں تک سننے میں آیا ہے۔ کہ تم میں حرامکاری ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی حرامکاری جو غیر قوموں میں بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ تم میں سے ایک شخص اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے۔ اور تم افسوس تو کرتے نہیں۔ بلکہ شیخیاں مارتے ہو۔" (۱۔ کرنتھیوں باب ۵ آیت ۱-۲)

پس پادری صاحب کا یہ دعوے کہ "کفارہ" گناہ کو جڑ سے کاٹتا ہے۔ باطل ہے

کفارہ کی تردید میں دلائل

عیسائی مناظر کے دلائل کی تردید کے بعد اب میں "کفارہ" کے ابطال میں دلائل پیش کرتا ہوں۔

پہلی دلیل

"کفارہ" عقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ دنیا میں یہ قاعدہ ہے۔ کہ علاج ہمیشہ اس کا کیا جاتا ہے۔ جو بیمار ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ چوٹ تو زید کے سر پر لگے۔ اور مرہم پٹی بکر کے سر پر کی جائے۔ گناہ تو اوروں نے کئے۔ اور سزا مسیح (بے گناہ) کو دی گئی۔ لہذا کفارہ باطل ہے

دوسری دلیل

"کفارہ" مشاہدہ اور قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ دنیا میں ہمیشہ ادنےٰ اعلےٰ پر قربان ہوا کرتا ہے لفظ "قربانی" "قرب" سے نکلا ہے جس کے معنے ہیں وہ طریق جس کے ذریعہ ایک "ادنےٰ چیز" "اعلےٰ" کا "قرب" حاصل کرتی ہے۔ اگر کسی شخص کے جسم میں کیڑے پڑ جائیں۔ اور اسے ڈاکٹر کہے کہ کیڑوں کو مروا دو۔ ورنہ تمہاری زندگی خطرہ میں ہے۔ تو ایسے موقعہ پر وہ شخص کیا کرے گا۔ کیڑوں کو مروائے گا۔ یا خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا؟

پس کس طرح ممکن ہے۔ کہ خدا کا اکلوتا بیٹا" جو "بے گناہ" اور "بے عیب" تھا۔ اور جس میں بخیال عیسائی صاحبان "شان الوہیت" موجود تھی۔ وہ گنہگار۔ پر عیب اور ادنےٰ انسانوں کے لئے قربان ہو؟

تیسری دلیل

"کفارہ" قانون شریعت کے بھی خلاف ہے کیونکہ قانون الٰہی میں "گناہ" اور "بدی" سے انتہائی بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے۔ مگر کفارہ گناہ پر دلیری دلاتا ہے۔ جیساکہ پولوس کہتا ہے۔

"اب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ کہتی ہے ان سے کہتی ہے۔ جو شریعت کے ماتحت ہیں۔ تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہو جائے۔ . . . . . . کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھیرے گا . . . . . مگر اب شریعت کے بغیر خدا کی راستبازی ظاہر ہوئی ہے یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں اس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں مگر اس کے فضل کے سبب اس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے۔ مفت راستباز ٹھیرائے جاتے ہیں۔ اسے خدا نے اس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھیرایا۔ جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو . . . . . . پس فخر کہاں رہا؟ اس کی گنجائش ہی نہیں۔ کیا اعمال کی شریعت سے؟ نہیں بلکہ ایمان کی شریعت سے۔ چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھیرتا ہے" (رومیوں ۳ / ۱۹-۲۸)

(ب) "شریعت لعنت" ہے۔ (گلیتوں ۳ / ۱۳)

چوتھی دلیل

"کفارہ" کے تسلیم کرنے سے مسیح جیسے پاکباز اور مقدس نبی کو نعوذ باللہ "لعنتی" ماننا پڑتا ہے جیساکہ انجیل میں لکھا ہے "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے۔ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلیتوں ۳ / ۱۳) یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس عبارت میں مسیح کو محض "انسانوں کے نزدیک لعنتی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ تورات میں لکھا ہے۔" وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔" (استثناء ۲۱ / ۲۳)

پانچویں دلیل

اگر "کفارہ" کے اس فلسفہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ آدم کے گناہ کے باعث ہر انسان وراثتہً گناہ گار ہے تو مسیح بھی "کفارہ" نہیں ہو سکتا کیونکہ تورات میں لکھا ہے۔ کہ:۔

(ا) "وہ جو عورت سے پیدا ہؤا کیونکر پاک ٹھیرے۔" (ایوب ۲۵ / ۴)

(ب) "وہ جو عورت سے پیدا ہؤا ہے وہ کیونکر صادق ٹھیرے۔" (ایوب ۱۵ / ۱۵)

(ج) یسوع خود کہتا ہے کہ "میں نیک نہیں"۔ (مرقس ۱۰ / ۱۸ و لوقا ۱۸ / ۱۹)

چھٹی دلیل

اگر نجات کو "کفارہ" کے ساتھ وابستہ کیا جائے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ مسیح کے مصلوب ہونے سے قبل جس قدر انبیاء گذرے ہیں۔ کسی کی بھی نجات نہ مانی جائے۔ اور یہ بالبداہت غلط ہے۔ لہٰذا "کفارہ" باطل ہے۔

ساتویں دلیل

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے صلیب پر لٹکائے جانے سے قبل یوحنا اور زکریا پاک اور راستباز تھے۔ چنانچہ زکریا اور اس کی بیوی الیشبع کے متعلق لکھا ہے۔ (ا) "اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔" (لوقا ۱ / ۶)

(ب) یوحنا کے متعلق لکھا ہے۔ "وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا۔" (لوقا ۱ / ۱۵)

(ج) یسوع کہتا ہے "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہؤا۔" (متی ۱۱ / ۱۱)

پس جب "کفارہ" کے بغیر انسان گناہ سے پاک اور "بے عیب" ہو سکتا ہے تو کفارہ بے ضرورت ثابت ہؤا۔

آٹھویں دلیل

"کفارہ" عقل کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح من حیث الجسم کفارہ ہؤا یا من حیث الروح؟ اگر کہو کہ من حیث الجسم تو جسم تو کمزور اور ناقص تھا۔ جیساکہ یسوع خود اپنے متعلق کہتا ہے۔ "روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔" (مرقس ۱۴ / ۳۸) اگر کہو کہ من حیث الروح کفارہ ہؤا تو یہ باطل ہے کیونکہ روح غیر محسوس ہے وہ مصلوب نہیں ہو سکتی۔ نیز یسوع کی روح تو عیسائیوں کے نزدیک خدا تھی۔ اس کا مصلوب ہونا محال ہے۔

نویں دلیل

کفارہ واقعات کی رو سے بھی باطل ہے کیونکہ انجیلی تعلیم کے مطابق "کفارہ" محض ادعا ثابت ہوتا ہے۔ حقیقی طور پر نجات اس سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ انجیل میں لکھا ہے کہ جو کوئی "کفارہ" پر ایمان لائے گا نجات پائے گا (ا) "کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت کی کہ اس نے اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یوحنا ۳ / ۱۶) (ب) "اس نے اس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھیرایا ہے۔ جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو۔" (رومیوں ۳ / ۲۵)

تب ہم ایمانداروں کی علامتیں انجیل کی رو سے دیکھتے ہیں۔ تو یہ لکھا پاتے ہیں۔ (ا) "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔" (یوحنا ۱۴ / ۱۲) (ب) "اور ایمان لانے والوں کے ساتھ یہ نشان ہونگے وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھالیں گے اور اگر ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے انہیں کچھ ضرر نہ پہونچے گا وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے۔ تو اچھے ہو جائیں گے۔" (مرقس ۱۶ / ۱۷) (ج) یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہ کرو گے جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہؤا۔ (یعنی وہ سوکھ گیا۔ خادم) بلکہ اگر اس پہاڑ سے کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یہ ہو جائے گا۔" (متی ۲۱ / ۲۱) (د) "کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہو گے کہ یہاں سے وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔" (متی ۱۷ / ۲۰)

ان تمام حوالجات سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع پر ایمان لانے والے کی علامت یہ ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہو زہر پی کر بے گزند رہ سکتا ہو۔ پہاڑوں کو ایک ہی لفظ زبان سے بول کر اپنی جگہ سے ہٹا سکتا ہو۔ جس ہرے بھرے درخت کو چاہے صرف ایک لفظ کہہ کر خشک کر سکتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ مگر چونکہ آج تمام دنیا میں ایک بھی ایسا عیسائی نہیں ملتا جس میں ان علامات میں سے کوئی ایک علامت بھی موجود ہو۔ لہٰذا ثابت ہؤا۔ کہ دنیا میں ایک بھی "ایماندار" نہیں ہے نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں ایک شخص کی بھی "نجات" نہیں ہوئی۔ پس "کفارہ" باطل ثابت ہؤا اور عیسائیوں کا دعویٰ نجات محض بلا دلیل ٹھیرا!

اگر پادری صاحب کو ہمارے نتیجہ سے اتفاق نہ ہو تو میں ان سے کہتا ہوں کہ پہاڑ اور سمندر تو بہت دور ہیں۔ یہ میری میز پر جناب میر محمد اسحٰق صاحب کی ٹوپی پڑی ہے۔ پادری صاحب اپنے سٹیج پر کھڑے کھڑے اس ٹوپی کو حکم دیں کہ وہ یہاں سے ہل جائے۔ اگر ہل گئی تو ہم مان لیں گے کہ دنیا میں "ایماندار" عیسائی موجود ہیں۔

دسویں دلیل

اگر "کفارہ" کی فلاسفی کو تسلیم کرتے ہوئے یہ مان لیا جائے۔ کہ ہر انسان موروثی طور پر آدم کے گناہ کے باعث گناہ گار اور اس کے لئے نسلاً بعد نسلٍ مستوجب سزا ہے تو ضروری ہے کہ مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں جہاں وہ موروثی گناہ معاف ہوتا ہے وہاں وہ سزا بھی معاف ہو جائے۔ جو اس گناہ کے نتیجہ میں آدم اور حوّا کو دی گئی۔ جو

ہر انسان کو موروثی طور پر بھگتنی پڑتی ہے۔ وہ سزا توریت سے یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مرد "پسینے کی کمائی سے روٹی کھائیگا" (پیدائش ۳/۱۹) اور عورت "درزہ سے بچہ جنے گی" (پیدائش ۳/۱۶) اب اگر بقول پادری صاحب مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے وہ "موروثی گناہ" معاف ہو جاتا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ یہ "موروثی سزا" بھی معاف کی جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کفارہ پر ایمان لانے والے عیسائیوں کو یہ سزائیں اب بھی بھگتنی پڑتی ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ "موروثی گناہ" کفارہ پر ایمان لانے سے معاف نہیں ہوتا۔ اور کفارہ باطل ثابت ہوا۔

بارھویں دلیل

انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع "کفارہ" کو خدا سے علیحدگی اور دوری کا مترادف سمجھتا تھا۔ جیسا کہ صلیب پر کہا ہے۔ "ایلی۔ ایلی۔ لما سبقتنی" "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" (متی ۲۷/۴۶ و مرقس ۱۵/۳۴) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع کے نزدیک اس کے صلیب پر اس طریق سے جان دینے کا مطلب یہ تھا۔ کہ گویا "خدا نے اسے چھوڑ دیا"۔ چہ جائیکہ اس موت کو تمام انسانوں کی نجات کا باعث ٹھہرایا جائے۔

تیرھویں دلیل

انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع "کفارہ" ہونے پر راضی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی گرفتاری سے پہلی تمام رات جاگتے۔ اور مخلصی کی دعائیں مانگتے گذاری۔ جیسا کہ لکھا ہے

(الف) "میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔ اور وہ تھوڑا آگے بڑھا۔ اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا۔ اے آبا! اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے۔" (مرقس ۱۴/۳۴-۳۶)

(ب) "موتھہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے۔ تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔" (متی ۲۶/۳۹ و لوقا ۲۲/۴۲)

ان حوالوں سے یسوع مسیح کی گھبراہٹ۔ بے چینی اور انتہائی بے کسی کا پتہ چلتا ہے۔ اور صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ یسوع ہرگز کفارہ ہونے پر رضامند نہ تھا۔

چودھویں دلیل

کفارہ خدا کی ناراضگی کا موجب اور اس کے غصہ کو بھڑکانے والا ہے۔ کیونکہ اگر کفارہ موجب رحمت ہوتا۔ تو یسوع کے قربان ہونے کے وقت علامات رحمت ظاہر ہوتیں۔ مگر انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت انتہائی خوفناک علامات ظہور پذیر ہوئیں۔

"اور دوپہر سے تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا۔۔۔ یسوع پھر بڑی آواز سے چلایا۔ اور جان دے دی اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں۔" (متی ۲۷/۴۵-۵۱) پس انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع کی "صلیبی موت" دنیا کیلئے رحمت کا موجب نہ تھی

پندرھویں دلیل

انجیل میں لکھا ہے۔ (الف) "گناہ جس کا انجام موت ہے۔" (رومیوں ۶/۲۱) (ب) گناہ کی مزدوری موت ہے" (رومیوں ۶/۲۳)

جب "کفارہ" کو ماننے سے عام "گناہ" معاف ہو گئے۔ اور بقول پولوس تمام عیسائی "مفت میں راستباز ٹھہرائے گئے"۔ تو گناہ کی سزا اور "انجام" یعنے موت سے بھی عیسائیوں کو رہائی ملنی چاہیئے۔ لیکن مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔ پس جو وقت تک دنیا میں عیسائی مرتے رہیں۔ اس وقت تک "کفارہ" باطل ہے۔

سولھویں دلیل

اگر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ یسوع نے ہمارے تمام گناہ اٹھا لئے۔ تو دوسرے لفظوں میں یسوع کو سب سے بڑا گنہگار ماننا پڑے گا۔ مگر یہ نتیجہ پادری صاحبان کو مسلم نہیں۔ لہذا کفارہ باطل ہے

سترھویں دلیل

پادری صاحبان کا یہ عقیدہ کہ یسوع مسیح نے انسانی گناہوں کے لئے اپنے خون کی قربانی دی غلط ہے۔ کیونکہ یسوع کہتا ہے "میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں" (متی ۱۲/۷)

اٹھارویں دلیل

پولوس کا (جو کفارہ کے عقیدہ کا موجد ہے) یہ قول کہ ہم کفارہ کے باعث مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں" (رومیوں ۳/۲۴) محض باطل ہے۔ کیونکہ یسوع کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کرے گا۔ وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا" (متی ۵/۲۶)

انیسویں دلیل

انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حواری بھی کفارہ کے عقیدہ سے واقف نہ تھے۔ چنانچہ اس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے۔ کہ اپنی گرفتاری سے پہلی رات یسوع جب انتہائی پریشانی اور بے حد بے چینی کے ساتھ موت کے پنجہ سے رہائی کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ تو "اسکا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا۔ تو انہیں غم کے مارے سوتا پایا۔ اور ان سے کہا۔ تم سوتے کیوں ہو۔ اٹھ کر دعا مانگو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو" (لوقا ۲۲/۴۴-۴۶) نیز (لوقا ۲۲/۴۲ و مرقس ۱۴/۳۸ و متی ۲۶/۴۱) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع کو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو۔ اس طریق پر پکڑے جانا۔ اور انتہائی بے بسی کی حالت میں صلیب پر لٹکایا جانا میرے شاگردوں کے دل میں میرے متعلق کئی قسم کے شکوک اور شبہات پیدا کرے۔ اور میری وہ حالت ان کے لئے آزمائش اور ابتلاء کا باعث بن جائے۔ جیسا کہ یہودیوں کے متعلق لکھا ہے:

"راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اسکو لعن طعن کرتے۔ اور کہتے۔ اے مقدس کے ڈھانیوالے اور تین دن میں بنانے والے اپنے تئیں بچا اگر تو خدا کا بیٹا ہے۔ تو صلیب پر سے اتر آ۔ اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کیساتھ ملکر ٹھٹھے سے کہتے تھے۔ اس نے اوروں کو بچایا پر اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے صلیب پر سے اتر آئے۔ تو ہم اس پر ایمان لے آئیں۔ اس نے خدا پر بھروسہ رکھا ہے۔ اگر وہ اسے چاہتا ہے۔ تو اب اسکو چھڑا لے کیونکہ اس نے کہا تھا۔ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ (متی ۲۷/۳۹-۴۳)

غرضیکہ یسوع کو یہی خیال تھا۔ کہ اس کے شاگرد بھی اس کیفیت کو دیکھ کر اس کی صداقت میں شک نہ کرنے لگ جائیں۔ اور انہیں یہ ابتلاء پیش نہ آجائے۔

قابل غور امر

اسجگہ قابل غور امر یہ ہے۔ کہ اگر یسوع کی زندگی میں "کفارہ" کا عقیدہ معروف تھا۔ اور حواری یہ جانتے تھے۔ کہ یسوع دنیا میں آیا ہی اسی لئے ہے۔ کہ تا گنہگاروں کے گناہوں کے بدلے انتہائی بے بسی کیساتھ صلیب پر جان دے۔ اور تمام دنیا کے گناہ معاف ہوں۔ تو اندریں صورت مسیح کو مصلوب ہوتے دیکھ کر انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ اور انکے ایمان اور زیادہ مضبوط ہو جانے چاہیئے تھے۔ نہ یہ کہ ان کو یسوع کی صداقت میں شک ہونے لگتا۔ پس یسوع مسیح کا ان کے ابتلا میں پڑنے کا امکان ظاہر کرنا صاف طور پر بتاتا ہے۔ کہ کفارہ کا مسئلہ حواریوں کو معلوم نہ تھا۔ بلکہ یہ پولوس کی بعد کی ایجاد ہے۔ لہذا باطل ہے۔

بیسویں دلیل

آخری گذارش یہ ہے۔ کہ یسوع کی زندگی کے حالات مندرجہ انجیل سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع صرف بنی اسرائیل کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے آیا تھا۔ بنی اسمٰعیل اور دوسری اقوام کو ہدایت دینا اس کے مشن سے خارج تھا۔ چنانچہ وہ صاف طور پر اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتا ہے "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰/۵) یسوع کا اس حکم پر اپنا عمل بھی انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ لکھا ہے "ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی۔ اور پکار کر کہا۔ کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔۔۔۔ اس نے جواب میں کہا۔ کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس نے سجدہ کیا۔ اور کہا۔ کہ اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا۔ کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں" (متی ۱۵/۲۲-۲۶)

اس حوالہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ انجیل کے رو سے وہ تمام لوگ جو اسرائیلی نہیں کتے ہیں۔ اور انجیلی روٹی ان کے لئے نازل نہیں ہوئی۔ پس اگر یسوع کفارہ ہونے آیا بھی تھا تو بنی اسرائیل کے گناہوں کا کفارہ ہوا ہوگا۔ پس جناب پادری صاحب! آپ ہم غیر اسرائیلی ہندوستانیوں یا بنی اسمٰعیلی مسلمانوں کو "کفارہ" کی غیر متعلق تعلیم نہیں دے سکتے۔

اگر پادری صاحب کہیں۔ کہ حواریوں نے غیر اسرائیلی قوموں کو تبلیغ کی تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو غلطی کی۔ "خداوند یسوع مسیح" کے صاف اور واضح احکام کی خلاف ورزی کی۔ اور ان کا فعل مسیح کے قول اور فعل کے بالمقابل حجت نہیں ہے۔

غیر قوموں میں عیسائیت کی تبلیغ کرنا پولوس کی ایجاد ہے

اصل بات یہ ہے۔ کہ غیر قوموں میں انجیل کی تبلیغ پولوس کی ہی ایجاد ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پولوس یسوع کا حواری نہیں تھا۔ نہ وہ یسوع کی صحبت میں رہا نہ اس کی تعلیم سے اسے واقفیت تھی نہ اس کا فعل مسیح کے بالمقابل حجت ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔

"پولوس کلام سنانے کے جوش سے مجبور ہو کر یہودیوں کے آگے گواہی دے رہا تھا۔ کہ یسوع ہی مسیح ہے جب لوگ مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے۔ تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا۔ کہ تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر۔ میں پاک ہوں اب سے غیر قوموں کے پاس جاؤنگا (اعمال ۱۸ ۵و۶) گویا پولوس کا غیر قوموں کو منادی کرنا محض غصے کی وجہ سے تھا۔

حواریوں کا اظہار ناراضی

حواریوں کے نزدیک غیر قوموں کو منادی کرنا اس حد تک قابل اعتراض تھا۔ کہ جب انہیں اس بات کا علم ہوا۔ تو ناراض ہوئے چنانچہ لکھا ہے۔

"اور رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے۔ سنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا جب پطرس یروشلم میں آیا۔ تو مختون اس سے یہ بحث کرنے لگے کہ تو نامختونوں کے پاس گیا" (اعمال ۱۱ ۱-۳) اس کے جواب میں اس نے ایک بے سر وپا اور بے معنی سا خواب سنا کر ان کو ٹال دیا۔ بھلا اگر یسوع نے خود یا حواریوں کے ذریعہ کبھی غیر اسرائیلیوں کو تبلیغ کی ہوتی۔ یا ان کو تبلیغ کرنے کا جواز ہی بیان کیا ہوتا۔ تو پطرس بجائے اپنا خواب سنانے کے یسوع کے اس قول یا فعل کو بطور دلیل کیوں نہ پیش کرتا۔ پس انجیل کے رو سے ثابت ہے کہ یسوع کی آمد صرف اسرائیلیوں کے لئے تھی۔ پس اگر "کفارہ" کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو وہ یہودیوں ہی کے فائدہ کے لئے ہو سکتا ہے۔ ہم غیر اسرائیلیوں سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔

عیسائی مناظر کی بدحواسی

یہ وہ بیس دلائل ہیں۔ جن کے رو سے "کفارہ" کا ابطال ہوتا ہے۔ مباحثہ دھاریوال میں شامل ہونے والے ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ کہ عیسائی مناظر آخیر وقت تک ان میں سے ایک دلیل کو بھی رد نہ کر سکا۔ اس کی گھبراہٹ اور بے چینی کا یہ عالم تھا۔ کہ بجائے ان دلائل کا جواب دینے کے قرآنی آیات پڑھنے لگ گیا اور کہا۔ دیکھو قرآن بھی "کفارہ" کی تعلیم دیتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ فکفارته اطعام عشرة مساكين ۔ کہ جو قسم توڑے اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو کھانا کھلائے۔

جب اس کے جواب میں خاکسار نے عرض کیا کہ پادری صاحب! قرآن کی اس آیت میں تو "کفارہ" بمعنی "سزا" ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی قسم توڑے۔ وہ سزا کے طور پر دس مسکینوں کو کھانا اور کپڑے دے۔ گویا جس نے گناہ کیا اسی کو سزا دی گئی ہے اور اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہمارا اعتراض تو اس مضحکہ خیز "کفارہ" پر ہے جس میں گناہ تو ہم کریں اور سزا بے گناہ یسوع کو دی جائے۔ گویا چوٹ زید کے سر پر لگے اور مرہم پٹی بکر کے سر پر کی جائے۔ اس قسم کے "کفارہ" کے جواز کے لئے کوئی قرآنی آیت پیش کیجئے!

اس پر عیسائی مناظر بہت کھسیانا ہوا۔ اور اس کے بعد اس کو کوئی قرآنی آیت پیش کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

مناظرہ میں محض خدا کے فضل اور کرم سے مسیح محمدی کے غلاموں کو انجیلی یسوع کے ماننے والوں پر بین اور واضح فتح نصیب ہوئی۔ اور "کسر صلیب" کا نظارہ ہزاروں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

بفضلہ تعالیٰ قد غلبنا علی العدا
بنصرک قد کسر الصلیب المبطرٓ
(المسیح الموعود علیہ السلام)

(راقم:- ملک عبدالرحمٰن خادم - بی اے - گجراتی)

تقرر انسپکٹر بیت المال

انجمن ہائے احمدیہ ضلع گجرات - گوجرانوالہ - جہلم - راولپنڈی - کیمل پور کے لئے سید محمد لطیف صاحب کو انسپکٹر بیت المال مقرر کیا گیا ہے۔ سید صاحب عنقریب اپنے حلقہ میں دورہ کیلئے آنے والے ہیں۔ احباب و عہدہ داران جماعت ان سے تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

مالابار میں احمدیوں پر مخالفین کے مظالم

قریباً سات ماہ پیشتر ایک احمدی بھائی کی وفات پر کالی کٹ کے احمدیوں پر مخالفین کی طرف سے جو مظالم ڈھائے گئے تھے۔ ان کی مختصر کیفیت الفضل کے کالموں میں ناظرین کرام ملاحظہ کر چکے ہیں۔ گو اس وقت کالی کٹ اور مالابار کے دیگر مقامات کے احمدی احباب دشمنوں کی جفاکیشی اور ستم شعاری سے بظاہر امن میں ہیں۔ یعنی بر سر بازار مخالفین احمدیوں کے درپے آزار نہیں ہوتے اور احمدی بازاروں میں چل پھر سکتے ہیں۔ لیکن در پردہ دشمنوں کا تعصب۔ عداوت اور کینہ بدستور احمدیوں کے خلاف مصروف کار ہے۔

علاقہ مالابار میں کانانور۔ کوڈالی۔ پینگاڑی اور کالی کٹ چار مقامات پر مختصر احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ اول الذکر دو مقامات میں جماعت کے قیام کے ساتھ ہی مخالفین کی طرف مقاطعہ اور سوشیل بائیکاٹ شروع ہو گیا تھا جو بدستور جاری ہے ہاں کانانور کی جماعت کو اپنے ابتدائی سالوں میں جماعت کوڈالی کی نسبت بہت زیادہ ایذائیں مخالفین کے ہاتھوں اٹھانی پڑی ہیں۔ ۱۹۰۹ء سے لے کر ۱۹۱۵ء تک کانانور کے دوستوں نے سنگدل اور بے رحم مخالفوں کے ہاتھوں وہ وہ مظالم اور تکالیف برداشت کیں۔ کہ ان کی یاد سے کفار مکہ کی ستم شعاری طائف والوں کی چیرہ دستی اور کوفیوں کی درندگی کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ غریب اور مظلوم احمدیوں کے لئے گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہو گیا تھا دانہ پانی ان پر بند کر دیا گیا۔ انکی بیوی بچے ان سے چھینے گئے۔ انکے معاش کے ذرائع میں رکاوٹیں ڈالی گئیں۔ وہ پیٹے گئے۔ ان پر سنگباری کی گئی۔ ان کے مردے دفن ہونے سے روکے گئے اور ان کے ساتھ وہ انسانیت سوز سلوک کیا گیا۔ کہ اس کا بیان کرنا محال ہے۔ آخر کئی سال کی مسلسل ایذادہی کے باوجود احمدیوں نے پائے ثبات کو غیر متزلزل دیکھکر خود دشمن ہمت ہار بیٹھے اور ان کے ظالمانہ مظاہرے بدزبانی اور استہزاء پر آٹھیرے۔ تب احمدیوں کے لئے بازاروں میں چلنا پھرنا ممکن ہوا۔

کالی کٹ میں بھی کئی سال سے جماعت احمدیہ قائم ہے۔ لیکن مخالفین کی بیباکانہ ایذادہی سے گذشتہ سال تک جماعت محفوظ تھی۔ مگر پچھلے سال جماعت میں کچھ حرکت اور ترقی کے آثار دیکھ کر مخالفین اپنے اصلی رنگ میں نمودار ہو گئے اور پھر ایک احمدی کی وفات پر انہوں نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ کانانور کے مخالفین سے پیچھے نہیں۔ انہوں نے جماعت کے خلاف

دہ کچھ کیا۔ کہ اخبار والوں کو لکھنا پڑا کہ جنگل کے درندے سُنی کہلانے والے مولویوں سے زیادہ رحمدل معلوم ہوتے ہیں پلنگاڑی کی جماعت کالی کٹ کی جماعت سے بھی پرانی ہے۔ سلسلہ سے نفرت اور مذہبی تعصب کے لحاظ سے یہاں کے مخالفین بھی اسی وضع کے ہیں جیسے کاننور اور کالی کٹ کے لیکن بعض وجوہات کی بناء پر گذشتہ سال تک مخالفین نے یہاں کی جماعت کا مقاطعہ نہ کیا۔ مساجد اور قبرستان اور تالاب وغیرہ اوقاف میں احمدیوں کے جائز حقوق غصب نہ ہوئے۔ شادی اور غمی کی تقریبوں میں ان کی شمولیت ممنوع نہ قرار دی گئی تھی۔ مگر سلسلہ کے ایک بدترین دشمن کی مسلسل دوڑ دھوپ اور فریب کاریوں کے نتیجہ میں آخر پلنگاڑی کے مخالفوں نے بھی احمدیوں کو دکھ دینے اور سوشیل بائیکاٹ سے تنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ گذشتہ مہینوں میں ان ظالموں نے احمدیوں کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ ہندوؤں کو کہنا پڑا۔ کہ اگر اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ تو اس سے زیادہ سفاکانہ تعلیم ممکن نہیں۔ ان حق کے دشمنوں نے باہر چلنا پھرنا احمدیوں پر مشکل بنا دیا تھا۔ سر بازار ان کو اور ان کے بزرگوں کو گندی گالیاں دی جاتیں۔ ان کو زدوکوب کرنے کی تدبیریں کی جاتیں۔ بچوں کو پیٹا جاتا۔ پبلک قبرستان سے احمدیوں کو بزور محروم کرنے کے بعد اچھوتوں کے محلہ میں ان کو قبرستان کے لئے زمین دلانے کی حکام کے ذریعہ کوششیں کی گئیں۔ مقاطعہ بدستور جاری ہے اور احمدی احباب مسجدوں۔ قبرستانوں۔ کنوؤں اور تالابوں کے استعمال سے روکے گئے ہیں۔

غرض مالابار میں مخالفوں کے درمیان غریب احمدیوں کی زندگی طاقتور اور کثیر التعداد برہمنوں کے درمیان قلیل التعداد غریب اچھوتوں کی زندگی کی طرح ہے۔ حق کے یہ دشمن خیال کرتے ہیں۔ کہ ان مظالم اور جفاکاریوں سے احمدیت مٹ جائے گی۔ کم از کم اس کی ترقی بند ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر امید رکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ روز بروز ترقی عطا فرمائے گا۔ ہاں اس ترقی کے حصول کے لئے احباب کی جدوجہد اور بزرگوں کی نیم شبی دعائیں ضروری ہیں۔ عاجز تمام بزرگان ملت سے ملتجی ہے۔ کہ مالابار میں سلسلہ کی ترقی کے لئے مسلسل دعا فرماتے رہیں۔

(خاکسار۔ عبداللہ مالاباری خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کالی کٹ)

تردید ہم اخبار زمیندار میں اعلان ہوا ہے۔ کہ مستری محمد امین بھچال کلاں ضلع جہلم احمدیت سے منحرف ہو گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ شخص میرا سالہ ہے۔ اور کبھی احمدی ہوا ہی نہیں۔ خاکسار:۔ سلطان بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھچال کلاں

خطرہ! خطرہ!! خطرہ!!!

ہیضہ کے دنوں میں

اپنی خوراک۔ اشیائے خوردنی اور صفائی کے متعلق احتیاطیں ضروری ہیں۔ مگر یہ

احتیاطیں

بھی کئی مرتبہ ناکام ثابت ہو جاتی ہیں اور ایک معمولی سی بات ہیضہ کے اچانک حملہ کا موجب بن سکتی ہے۔ اور بہترین طبّی امداد کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔ لہذا ہمیشہ

"امرت دھارا" رجسٹرڈ

پاس رکھیں۔ اور بوقت ضرورت اس کو بطور حفظ ماتقدم اور صحت بخش دوا کے استعمال کریں! معدہ کی عام امراض اور خانگی تکالیف کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے!

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ۔ نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے۔ نمونہ کی شیشی آٹھ آنہ

احتیاط { نقلوں سے بچو! کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دھوکہ دیکر دکھ و تشویش کو بڑھاویں گی صحت کے معاملہ میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو!

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ:۔ **"امرت دھارا" ۹۳ لاہور**

المشتہر ۳۰/۶

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

فروخت دوکان ادویہ

بندہ چند دنوں تک عراق جا رہا ہے۔ اور بندہ کی دوکان میں ادویات کا کافی سامان ہے۔ اور فرنیچر بھی کافی ہے۔ اگر کوئی دوست ڈاکٹر اسی جگہ آنا پسند کرے تو سب دوکان لگی لگائی کا سودا کر سکتا ہے۔ ورنہ ویسے ادویات یا سامان کا نقد سودا کر کے لے جا سکتا ہے

فیروز الدین افغان میڈیکل ہال

ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے قیمت معہ محصول ۱/-

بیمار مرست مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

دوا تجھے رحمت جیسے

صحت دولت ہے

ہومیوپیتھک علاج میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے بے انتہا فوائد رکھے ہیں۔ اس میں قوت شفا بہ نسبت دوسرے طریقہ علاج کے زیادہ ہے۔ قلیل دوا۔ زیادہ فائدہ۔ ردیوں کا کام بیسوں۔ سالوں کا کام دنوں اور گھنٹوں میں ان ہی دواؤں سے ہوتا ہے۔ سینکڑوں ڈاکٹروں کی مجربات ہزاروں بار تجربہ شدہ زود اثر۔ بے ضرر۔ بیماری کو جڑ سے کاٹنے والی۔ انجکشن کے برے اثرات اور اپریشن کی تکلیف سے نجات دینے والی دنیا میں مقبول۔ مایوس العلاج مریض بفضل خدا صحت یاب ہوتے ہیں کوئی مرض ہو۔ کیفیت پوری لکھیے۔ شافی خدا ہے امراض مستورات اور امراض مخصوصہ مردان کے لئے بہترین ادویات موجود ہیں دیرینہ و پیچیدہ و گندہ امراض میں ہومیوپیتھک ادویات بمقابلہ دیگر ادویات بہت جلد کام کرتی ہیں۔ بواسیر خونی ۱/- دمہ ۱/- کنٹھ مالا ۱/- گٹھیا ۱/- ناسور ۱/- پرسوت ۱/- بائی گولہ ۱/- یرقان ۱/- تلی ۱/- سیلان الرحم ۱/- ذیابیطس ۱/- مفید داغ ۱/- ہر مرض سوکھا ۱/- دق ۱/- جریان ۱/- منجن دندان فی اونس ۱/- مقویات فی اونس ۱/- محصولڈاک علاوہ۔ **ایم ایچ احمدی ہومیوپیتھ چنیوٹ گدھ میواں**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اجمیر سے ۲۶ اگست کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ ۳۹ گھنٹے سے مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ شہر کے بہت سے مکانات غرقاب ہو چکے اور متعدد گر چکے ہیں۔ لوگ گھروں کو خالی کر کے نکلتے جا رہے ہیں۔ حکام بھی حفاظتی تدابیر عمل میں لا رہے ہیں۔

مظفر پور کے ضلع میں گذشتہ زلزلہ کی وجہ سے جو تباہی آئی۔ وہ معلوم ہے۔ اب کلکتہ سے ۲۷ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ طغیانی نے اس ضلع کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ چودہ دیہات پانی میں غرق ہو چکے ہیں۔ دریا نے گنڈک نے اپنا رخ بدل لیا ہے۔ جس سے مزید تباہی کا اندیشہ ہے۔ سیلاب سے تباہی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ضلع مونگھیر کے ایک شخص نے چھ روز تک بھوکا رہنے کے بعد پانچ روپیہ اور تھوڑے سے چاولوں کے عوض اپنی بہن کو فروخت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

کونسل آف سٹیٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۲۷ اگست کو کمانڈر انچیف نے بتایا۔ کہ ۳۳-۱۹۳۲ء میں ہندوستان کی گورہ فوج کا خرچ سولہ کروڑ اور ہندوستانی حصہ فوج کا قریباً ۱۷ کروڑ ہوا ہے۔

یہودیوں میں سے بعض نے جرمنی سے نکالے جانے کے بعد ہالینڈ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ایمسٹرڈم سے ۲۶ اگست کی اطلاع ہے کہ پولیس نے انہیں نوٹس دیا ہے۔ کہ فوراً ملک سے نکل جائیں۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ کا عبرتناک نظارہ ہے۔

رومن کیتھولک عیسائیوں کی ایک انجمن نے جس کے ممبر دس ہزار ہیں۔ روما سے ۲۶ اگست کی اطلاع کے مطابق عہد کیا ہے۔ کہ ہر روز گرجاؤں میں یہ دعا کی جایا کرے۔ کہ اے خدا انگلستان کو کیتھولک چرچ کا پیرو بنا دے۔

حکومت بنگال کلکتہ سے ۲۷ اگست کی اطلاع کے مطابق بعض نقائص اور شکوک کو دور کرنے کے لئے میونسپل ایکٹ میں ترمیم کرنا چاہتی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ میئر اور ڈپٹی میئر کے انتخاب کے بارہ میں نزاع کی صورت میں معاملہ حکومت کے سپرد ہو جایا کرے۔ اور اس کا فیصلہ آخری اور قطعی ہو۔

جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی جنرل کونسل کا اجلاس ۲۷ اگست کو منعقد ہوا۔ دونوں صوبوں کے نمایندے بکثرت شریک ہوئے۔ شیخ محمد عبد اللہ صاحب صدر نے تمام سال کے واقعات پر تبصرہ کیا۔ اجلاس نے متذکرہ صدر واقعات کے متعلق صدر کے اقدام نیز سول نافرمانی ترک کر دینے کے متعلق ان کے بیان کی تعریف کی۔

جنوبی ہند کے بعض ممتاز سوداگران چرم نے مدراس سے ۲۶ اگست کی اطلاع کے مطابق حکومت ہند کو تار ارسال کئے ہیں۔ کہ جرمنی نے ہندوستانی مال کی خریداری پر جو پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ ان کی نیز شرح تبادلہ کی کمی کے باعث ہندوستانی کھالوں کی تجارت تباہ ہو رہی ہے۔ اور بہت سا ذخیرہ مدراس اور مغربی ممالک میں پڑا ہے۔ جرمن تاجر مال خریدنا چاہتے ہیں۔ مگر پابندیوں کے باعث مجبور ہیں۔ صنعت چرم کے تحفظ کے لئے حکومت جرمنی سے جلد تر معاہدہ ہونا چاہئے۔

حکومت فلسطین کی سرکاری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ ۱۹۳۳ء میں ۸ ۳ ہزار یہودی فلسطین آ چکے ہیں۔ اور آمد روز افزوں ہے۔ مسلمانوں میں اس سے اضطراب پھیلتا جا رہا ہے۔ اور وہ اس کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔

آل انڈیا کانگرس کا جو اجلاس اکتوبر میں بمبئی میں منعقد ہونے والا ہے۔ اس کی صدارت کے لئے بابو راجندر پرشاد کا نام پیش کیا جا رہا ہے۔

گاندھی جی نے احمد آباد سے ۲۷ اگست کی اطلاع کے مطابق کانگرسی کارکنوں کے نام ایک پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں انہیں ہدایت کی ہے۔ کہ وہ دیہات میں چرخے کا پرچار کریں۔ اور دیہاتی صنعت و حرفت کو از سر نو زندہ کریں۔ موجودہ سوشلزم صحیح نہیں ہے۔ ہندوستان کو جس سوشلزم کی ضرورت ہے۔ وہ چرخہ میں پنہاں ہے۔

ملک معظم کے فرزند پرنس جارج کی منگنی شاہ یونان نکولاس کی لڑکی شہزادی میرینا سے ہو گئی ہے۔ اور اس بارہ میں لنڈن سے ۲۸ اگست کو شاہی اعلان جاری کر دیا گیا ہے۔

مسجد ایا صوفیہ کے متعلق استنبول سے ۲۷ اگست کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ سال جو قانونی عدالتیں آتش زدگی سے تباہ ہو گئی تھیں۔ مزدور انہیں صاف کر رہے تھے۔ کہ دو دیواریں گرانے سے مسجد کے سامنے کے دو ستون گر گئے اور ساری عمارت لرز گئی۔

حکومت سرحد نے نتھیا گلی سے ۲ اگست کے ایک سرکاری اعلان کے مطابق فصل خریف میں گنے کی کاشت کے مالیہ میں ۱۹۳۳ء کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی رقم معاف کر دی ہے۔ کیونکہ گنے کی قیمت بہت کم ہو گئی تھی۔

محرم گذشتہ کے موقعہ پر ۲۴ اپریل کو غازی پور میں ہندوؤں نے فساد کر کے تین مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا۔ پولیس نے ۲۸ ہندوؤں کا چالان کیا۔ لیکن الہ آباد سے ۲۹ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ تمام ملزم بری کر دیئے گئے ہیں۔

شمالی کوریا کے دریائے کیوٹو کے پل پر سے گذرتے ہوئے۔ ایک ٹرین کو سیول سے ۲۷ اگست کی اطلاع کے مطابق دہشت انگیزوں نے دریا لڑھکا دیا۔ ۲۴ مسافر مجروح اور تین ہلاک ہو گئے۔

الہ آباد سے ۲۸ اگست کی اطلاع ہے۔ دریائے جمنا میں طغیانی کی وجہ سے چاروں طرف پریشانی پھیل رہی ہے۔ کئی مواضع زیر آب اور مکانات منہدم ہو چکے ہیں۔ حکام اور سکاؤٹ پبلک کی حفاظت کر رہے ہیں۔

کپور تھلہ میں احراریوں کی طرف سے جتھہ بازی کے ذریعہ فتنہ انگیزی کے احتمال کو روکنے کے لئے ۲۸ اگست کی اطلاع کے مطابق جالندھر میں ایک بار پھر دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

بہار کے بعض اضلاع میں پٹنہ سے ۲۹ اگست کی اطلاع کے مطابق زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جو دس سیکنڈ تک جاری رہے۔ زلزلہ کے بعد سیلاب اور پھر زلزلوں سے لوگ بے حد پریشان ہیں۔

وائسرائے ہند سے ۲۹ اگست۔ اسمبلی و کونسل آف سٹیٹ کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کانگرس نے سول نافرمانی ترک کر کے آئینی پالیسی جسے کسی وقت مکمل طور پر نغو کہا جاتا تھا۔ اختیار کر لی ہے۔ امید ہے سول نافرمانی کے ڈرامہ کا یہ آخری ڈراپ سین ہوگا۔ ملک نے محسوس کر لیا ہے کہ یہ تحریک ترقی کے لئے مضر ہے اس لئے اب یہ نہ ہی دوبارہ شروع کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کی جائے گی۔ دہشت انگیزی کی تحریک کے خلاف حکومت کی تدابیر کو آج ان حلقوں میں بھی پسند کیا جا رہا ہے۔ جہاں اس سے پہلے ان کی مخالفت ہوتی تھی۔ رائے عامہ پر اثر رکھنے والے لوگ اب اس کے انسداد کی طرف متوجہ ہیں۔ اہل انگلستان ہندوستان کی سیاسی ترقی کی خواہش سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ یقین رکھیں۔ کہ جونہی گورنمنٹ آف انڈیا بل پاس ہو کر ایکٹ کی شکل اختیار کریگا۔ اس کے مطابق آئین کو جلد سے جلد نافذ کر دیا جائیگا۔

کانگرس کمیٹی الہ آباد کے انتخابات کے سلسلہ میں ایک کانگرسی مسٹر پدم کانت مالویہ نے چند دوسرے کانگرسیوں کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی